کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

خطبة الانوار

خطباء وواعظین کے لیے جمعة المبارک کا بیان

عنوان

خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت، عدل و مساوات کا منشور

تاریخ: 12دسمبر2025ء — ۲۰جمادی الثانیہ ۱۴۴۷ھ

سلسلہ نمبر: 00199

پیش کش

تنظیم فضلاء انوار العلوم ملتان (پاکستان)

مرکزی دفتر: جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان

0304-0306-0314 6123162
061-6560699

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِوَالْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّابَعْدُ!فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔(التوبۃ: 100)

اللّٰہ تعالٰی نے انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد جس جماعت کو مقدس، محترم، ذی شان بنایا ہے،وہ جماعت ان عظیم ہستیوں کی ہے جنہوں نے ایمان کی حالت میں حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کی زیارت کی ہے اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا۔اس جماعت کو حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ہر صحابی کی شان نرالی ہے،ہر صحابی ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے،لیکن ان میں بعض کو بعض پر فوقیت حاصل ہے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کا ارشاد مبارک منقول ہے:"بَعْضُهُمْ أَيْ مِنَ الصَّحَابَةِأَقْوٰى مِنْ بَعْضٍان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو بعض پر فوقیت حاصل ہے۔(الجوہر الہريرية لأبي يوسف محمد زيد،ج:۴،ص:۳۰)

آج کے جمعہ کا موضوع ہے:حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت،عدل و مساوات کا منشور۔

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی افضلیت کی جانب احادیث میں واضح اشارہ ملتا ہے،جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِيْ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ(مسلم:6488)

میرے صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین میں سے کسی کو برا نہ کہو،کیونکہ تم میں سے کسی شخص نے اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا

بھی خرچ کیا تو وہ ان میں سے کسی کے دیے ہوئے ایک مُد کے برابر بلکہ اس کے آدھے کے برابر بھی اجر نہیں پا سکتا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی فضیلت میں قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر بیان کیا گیا ہے، سورۃ التوبہ میں ارشاد ہوا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔(التوبۃ: 100)

اور مہاجرین اورانصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے ایمان لانے والے اور جنہوں نے نیک کاموں میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ابد تک ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔(البیان)

اس کے علاوہ بے شمار آیات ہیں، جن میں شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ لیکن ان تمام میں سب سے اعلیٰ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن عثمان بن عمر بن عمر القرشی التیمی تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے اعلانِ نبوت اور سفر معراج پر سب سے پہلے تصدیق و گواہی آپ رضی اللہ عنہ نے دی، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے آپ کو حق وسچ کی تائید کرنے کا لقب **"صدیق"** عنایت کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے یارِ غار اور وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے اتنا کسی کی دولت سے نفع وفائدہ حاصل نہیں ہوا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین کے سرخیل و سردار ہیں۔ آپ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایسے تاریخ ساز اور اصلاحی کارنامے سرانجام دیے جو بعد میں آنے والوں کے لیے مشعلِ راہ اور مینارۂ نور بن گئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے وصال کے بعد جب معاشرتی برائیوں اور فتنوں نے سر اٹھانا شروع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لیے نہ صرف اہم اقدامات فرمائے بلکہ کتاب وسنت

کونافذ کرکے خلیفۃ الرسول ہونے کا عملاً حق ادا کیا۔

خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلے خطبۂ خلافت کی تشریح وتوضیح اور اس میں مضمر اصلاح معاشرہ کا پہلو، آپ کے سامنے ذکر کرتے ہیں۔ موجودہ حالات کے تناظر میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ عوام وخواص (سیاسی لیڈروں) میں اس خطبہ کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

ربیع الاول ۱۱ ہجری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو اسی دن سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار مدینہ کا اجتماع منعقد ہوا۔ جب اس کی اطلاع **سیدنا صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ **کو ہوئی تو آپ سیدنا عمر فاروق** رضی اللہ عنہ **اور سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح** رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے آپ نے وہاں دیکھا کہ ایک عجیب شوروغل برپا ہے۔ جب یہ تینوں جلیل القدر صحابہ بیٹھ گئے پھر انصار کا ایک خطیب کھڑا ہوا اور اس نے کہنا شروع کیا: ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے ساتھی ہو۔ لیکن اب تم ہم سے برگشتہ ہوگئے ہو اور جو ہمارا مقام ہے اس سے ہم کو الگ کرنا چاہتے ہو۔

انصاری خطیب کی اس تقریر کا جواب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دینا چاہا۔ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا اور خود کھڑے ہو کر ایک تقریر کی آپ نے حمد وصلاۃ کے بعد مہاجرین کے فضائل ومناقب پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد فرمایا: اے انصار تم جو کچھ اپنے متعلق کہتے ہو بے شک تم اس کے اہل ہو اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے ساتھ تمہیں بھی بڑا گہرا تعلق تھا۔ آپ کی اکثر ازواج مطہرات تم ہی میں سے تھیں لیکن عرب اس معاملہ میں سوائے قبیلہ قریش کے اور کسی کی اطاعت قبول نہیں کریں گے۔

اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق اور سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ اس پر شوروشغب بڑھنے لگا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پیش قدمی کرکے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے

کیونکہ آپ ہم سے بہتر ہیں، ہمارے سردار ہیں اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم سب سے زیادہ آپ ہی سے محبت کرتے تھے۔

یہ کہہ کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا تھا کہ مہاجرین اور انصار سب نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنی شروع کر دی۔

سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعہ سے فارغ ہو کر کاشانہ اقدس پر حاضر ہوئے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کی تدفین میں شریک ہوئے۔

خلافت صدیقی پر اجماع :

ائمہ سلف کا اس پر اجماع ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حق دار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔

بیعتِ عامہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد دوسرے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ کا انتظام کیا گیا۔ اس وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تائید میں اہم کردار ادا کیا چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت میں گفتگو کی۔۔۔۔ **اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسے شخص پر جمع کر دیا ہے جو تم میں سب سے افضل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے ساتھی، ثانی اثنین اور یار غار ہیں۔ اٹھو! ان سے بیعت کر لو۔** پھر لوگوں نے سقیفہ کی بیعت کے بعد عام بیعت کی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے پہلا خطبۂ خلافت ارشاد فرمایا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ ٔخلافت

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا:

"أَمَّا بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنِّيْ قَدْ وُلِّيْتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ،فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِيْنُوْنِي،وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُوْنِيْ، الصِّدْقُ أَمَانَةٌ،وَالْكِذْبُ خِيَانَةٌ، وَالضَعِيْفُ فِيْكُمْ قَوِيٌّ عِنْدِيْ حَتّٰى أُرِيْحَ عَلَيْهِ حَقَّهٗ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالْقَوِیُّ فِيْكُمْ ضَعِيْفٌ حَتّٰى اٰخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ إِنْ شَاءَ اللهُ،لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ، وَلَا تَشِيْعُ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِالْبَلَاءِ، أَطِيْعُوْنِيْ مَا أَطَعْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَا طَاعَةَ لِيْ عَلَيْكُمْ!قُوْمُوْا اِلٰى صَلَاتِكُمْ يَرْحَمْكُمُ اللهُ"

"اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد: لوگو! میں تمہارا امیر بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا۔ اگر بُرا کام کروں تو مجھے درست راہ بتا دینا۔ سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اس کا حق نہ دلا دوں اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس سے کمزور کا حق لے کر رہوں گا۔ جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ اس پر ذلت کو مسلط کر دیتا ہے اور جس قوم میں بُری باتیں عام ہو جاتی ہیں اللہ ان پر مصیبت کو عام کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو تم بھی میری فرمانبرداری کرنا اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت لازم نہیں ہے۔ اچھا اب جاؤ، نماز پڑھو، اللہ تم پر رحم فرمائے۔(البدایہ والنہایۃ5/248)

اس خطبہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اصلاحِ معاشرہ کے اصول وضع فرمائے جس کی تشریح وتوضیح ملاحظہ ہو۔

خطبۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تشریح وتوضیح

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ ان کی یہ آواز جو حلف وفاداری کی شکل میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم سے نشر کی جارہی ہے۔ قیامت تک کے لئے ہر آنے والے فرد تک بھی منبر ومحراب سے یہ پیغام پہنچ جانا چاہئے، آپ نے ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا أَنَا مُتَّبِعٌ وَلَسْتُ بِمُبْتَدِعٍ

لوگو! میں صرف قرآن وسنت کی پیروی کرنے والا ہوں نئی بات ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔

1۔اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم:

محترم حضرات! تعمیرِ معاشرہ کی پہلی بنیاد ہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کی اطاعت پر موقوف ہے۔اطاعت واتباع کے بغیر معاشرتی اصلاح کے قیام کا تصور ممکن نہیں۔چونکہ انسانی معاشرہ ایک عمارت کی مانند ہے،جس کی اینٹیں ایسے افراد ہوتے ہیں جن کے معاشرتی تعلقات سے اس معاشرہ کے عناصر تشکیل پاتے ہیں۔یہ عناصر جس قدراللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے احکام کے تابع ہوں گے،اسی قدر معاشرے کو دنیا میں مقام ومرتبہ حاصل ہوگا۔آج ہمارا معاشرہ بدامنی،خلفشار اور فتنہ فساد کا شکار ہے،اس کی وجہ فقط اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی و نافرمانی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰكَ اللهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا(النساء:105)

بیشک ہم نے اتاری آپ کی طرف کتاب حق کے ساتھ تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے آپ کو دکھائی اور نہ ہوں آپ خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے۔(البیان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ(مشكوة المصابيح:3696)

خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ،مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ،فَلَا سَمْعَ عَلَيْهِ وَلَا طَاعَةَ(سنن ترمذی:1707)

جب تک معصیت کا حکم نہ دیا جائے مسلمان پر سمع وطاعت لازم ہے خواہ وہ پسند کرے یا ناپسند کرے اور اگر اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ اس کے لیے سننا ضروری ہے اور نہ اطاعت کرنا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو معاشرے کی ترقی و اصلاح کے لیے سب سے پہلے اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم پر زور دیا اور واضح کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری ہی اصلاحِ معاشرے کی بنیاد ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

أَطِيْعُوْنِيْ مَا أَطَعْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَلَا طَاعَةَ لِيْ عَلَيْكُمْ

جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت کرنا لازم نہیں ہے۔

یعنی اگر میرا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی اور معصیت پر مبنی ہو تو خلیفہ ہونے کے باوجود میرا حکم لوگوں کے لیے قابلِ اتباع نہیں ہو گا۔

خلافت صدیقی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاشرے میں شریعت کو سب پر بالا دستی حاصل تھی۔ حاکم و محکوم سب اس کے تابع تھے۔ اس لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امت سے جس اطاعت کا مطالبہ کیا اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کی اطاعت سے مقید کیا۔

2۔عدل و انصاف:

سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدة: 8)

اے ایمان والو! مضبوطی سے قائم رہنے والے ہو جاؤ اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اور نہ برانگیختہ کرے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو تم (ہمیشہ) عدل کرتے رہو وہ زیادہ نزدیک ہے پرہیز گاری سے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ خوب خبر دار ہے ان سب کاموں سے جو تم کرتے ہو۔ (البیان)

محترم حضرات! آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں حاکم اور رعایا کے مابین تعامل کے سلسلہ میں عدل ورحمت پر تاکید کی، ارشاد فرمایا:

فَاِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِيْنُوْنِيْ،وَاِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُوْنِيْ

اگر میں اچھا کروں تو تم میری مدد کرو، اگر بُرا کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔

گویا آپ رضی اللہ عنہ نے احتساب اور حساب و کتاب کے معاملے میں واضح فرمادیا کہ کوئی شخص بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ جب تک حاکم اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش نہیں کرتا معاشرے میں عدل و انصاف کا فروغ ممکن نہیں ہو سکتا۔

3۔ فواحش سے بچنا:

محترم حضرات! معاشروں کے قیام اور تہذیب و تمدن کے ظہور سے اخلاق کا انتہائی گہرا تعلق ہے۔ اگر اخلاق میں بگاڑ آجائے تو معاشرے تباہ اور ملتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

سورۃ النحل میں بھی اسی حوالے سے تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل:90)

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے عدل کرنے کا اور نیکی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُرائی اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ (البیان)

پہلی اقوام و مِلَل اور تہذیبوں کا بصیرت کی نگاہ سے جس نے مطالعہ کیا ہے، اس پر یہ حقیقت آشکارا ہے کہ کس طرح تہذیب و تمدن کا قیام دینِ صحیح اور اخلاقِ کریمہ پر ہوا ہے۔ جب تک اخلاقِ کریمہ کو مدنظر رکھا اور اس کی حفاظت کی تو کامیابی و کامرانی نے ان کا ساتھ دیا اور جب فواحش و منکرات کے جراثیم ان میں سرایت کر گئے تو پھر ان کی حکومتیں ہلاکت و تباہی کا شکار ہو گئیں اور ان کی شان و شوکت ملیامیٹ ہو گئی اور ان کی تہذیب و تمدن کا

جنازہ نکل گیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: وَلَا تَشِيْعُ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِالْبَلَاءِ جس قوم میں بُری باتیں عام ہو جاتی ہیں، اللہ ان پر مصیبت کو مسلط کر دیتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہاں امت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کا یہ ارشاد یاد دلا رہے ہیں: جب بھی کسی قوم میں بدکاری عام ہو جائے تو اس قوم میں طاعون اور دوسری ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے لوگوں میں نہیں پائی گئی تھیں۔ (ابن ماجہ:۴۰۹۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اقوام و ممالک کے عروج وزوال میں سنن الٰہیہ کا استیعاب کیا، آپ جانتے تھے کہ ممالک واقوام فواحش ومنکرات اور عیاشی وفساد کی وجہ سے زوال پذیر ہوتے ہیں۔

سورۃ الاسراء میں ارشاد ہوا:

وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا۟ فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا ٱلْقَوْلُ فَدَمَّرْنَٰهَا تَدْمِيرًا

(بنی اسرآءیل:۱۶)

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے عیش پرستوں کو اپنے احکام بھیجتے ہیں پھر وہ ان احکام کی نافرمانی کرتے ہیں تو ان پر (عذاب کا) قول ثابت ہو جاتا ہے اس لئے ہم اسے ہلاک کر کے برباد کر دیتے ہیں۔ (البیان)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبۂ خلافت میں لوگوں کو بُرائی، فواحش اور بے حیائی سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی۔ کیونکہ معاشرہ کو گراوٹ وفساد سے بچانے کے لیے یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔

4۔ سچائی اور دیانتداری:

سورۃ التوبہ میں ارشاد ہوا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبة: 119)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ (البیان)

آپ رضی اللہ عنہ نے معاشرے کی اصلاح کے لیے یہ اصول وضع کیا کہ سچائی؛ حاکم اور عوام کے درمیان تعامل کی اساس ہے، اس سے حاکم وعوام کے مابین اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔ یہ سیاسی خصلت معاشرے کی

ترقی اور ارتقاء میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيْقًا (سنن الکبری للبیھقی: 20817)

سچ کو لازم پکڑو، کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جانے والی ہے، جب آدمی سچ بولتا رہے تو اللہ کے ہاں اس کا شمار سچوں میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہٗ خلافت میں سچائی کو معاشرے میں قائم رکھنے اور فروغ دینے پر زور دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

الصِّدْقُ أَمَانَةٌ،وَالْكِذْبُ خِيَانَةٌ

سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اللہ تعالیٰ کے اُس حکم کی اتباع میں ہے جو سورۃ التوبہ میں ارشاد ہوا۔

5۔ مساوات وبرابری:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہٗ خلافت میں مساوات کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالضَّعِيْفُ فِيْكُمْ قَوِيٌّ عِنْدِيْ حَتّٰى أُرِيْحَ عَلَيْهِ حَقَّهٗ إِنْ شَآءَ اللهُ، وَالْقَوِىُّ فِيْكُمْ ضَعِيْفٌ حَتّٰى اٰخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ إِنْ شَآءَ اللهُ

تم میں جو کمزور ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے چنانچہ میں اس کا شکوہ دور کر دوں گا اور تم میں جو قوی ہے، وہ میرے نزدیک کمزور ہے، چنانچہ میں اس سے حق لوں گا۔

یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک معاشرے کے تمام افراد برابر ہیں۔ اگر کوئی معاشی یا معاشرتی اعتبار سے کمزور ہے، تو اس کی بھی ویسے ہی دادرسی کی جائے گی جیسے معاشرے کے باقی لوگوں کی جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واضح کر دیا تھا کہ کمزور شخص کو ویسے ہی حقوق حاصل ہوں گے، جیسے معاشرے کے دیگر افراد کو حاصل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں زبان، وطن اور معاشرتی احوال کی بنیاد پر کبھی کسی سے امتیاز نہ برتا گیا۔

اسلامی نظامِ معاشرت میں تمام انسان حقوق کے اعتبار سے برابر ہیں۔ یہ اسلامی نظامِ اَقدار میں اہم اور بنیادی پہلو ہے۔ مساوات کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام انسانوں کو باہمی یکساں

حقوق پہنچائے جائیں اور کسی بھی فرد سے کسی مجبوری و معذوری، شکل و نسل اور وطن و مسکن کی بنیاد پر امتیازی سلوک اختیار نہ کیا جائے۔

6۔جہاد کا حکم:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبۂ خلافت میں جہاد کے بارے ارشاد فرمایا:

لَا يَدَعُ قَوْمٌ ن الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ

جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ اس پر ذلت کو مسلط کر دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تم عَيْنَہ کے طریقے پر بیع و شراء کرنے لگو، گائے کی دم تھام لو، کھیتی باڑی میں مست ہو جاؤ اور جہاد کو چھوڑ بیٹھو تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس کو دور نہ کرے گا جب تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آؤ۔(سنن ابی داؤد:۳۴۶۲)

محترم حضرات! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو اچھی طرح سمجھا تھا کہ **امت جب جہاد چھوڑ دے گی تو اس پر ذلت مسلط ہو کر رہے گی۔** اس لئے آپ نے اپنی حکومت کے بنیادی فرائض میں سے جہاد کو شمار کیا۔

7۔نماز اور اصلاح معاشرہ:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبۂ خلافت کے آخر میں ارشاد فرمایا:

قُوْمُوْا اِلیٰ صَلَاتِکُمْ يَرْحَمْكُمُ اللهُ

اب تم لوگ جاؤ، نماز پڑھو، اللہ تم پر رحم فرمائے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے عبادت کی طرف متوجہ کرکے حکماً ارشاد فرمایا جاؤ نماز پڑھو۔ یہ واضح ہوا کہ حاکم خود بھی عبادت کرے اور رعایا کو بھی اس کا حکم دے۔ کیونکہ اسی میں دونوں (حاکم اور رعایا) کی دین دنیا میں بقاء و بھلائیاں ہیں۔

خلاصہ کلام:

یہ خطبہ اپنے اختصار وایجاز کے باوجود اہم ترین اسلامی خطبوں میں سے ایک ہے۔ اس کے اندر حاکم اور رعایا کے مابین تعامل کے سلسلہ میں عدل ورحمت کے قواعد مقرر کیے اور معاشرتی اصلاح کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے ایسے اصول وضع فرمائے جو آنے والے امراء و خلفاء کے لیے ہدایت و رُشد کا ذریعہ ثابت ہوئے۔ آپ منصبِ خلافت پر دو سال چار ماہ فائز رہے اور بالآخر 22 جمادی الاخریٰ 13 ہجری کو 63 برس کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش:226)